3.3- اِخلاص و تقویٰ

10-7-20

اس حصے کا دورانیہ 6 دن ہے (بشمول مذکورہ)

یہ سبق پڑھنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اخلاص و تقویٰ کے معنی و مفہوم سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- قرآن و حدیث کی روشنی میں اخلاص و تقویٰ سے آگاہ ہو سکیں۔
- حیات نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اخلاص و تقویٰ کی مثالیں سمجھ سکیں۔

پڑھیں

اخلاص کا مفہوم

اخلاص کے لغوی معنی "خالص کرنے" کے ہیں۔ "خالص" کا لفظ ایسی چیز کے بارے میں بولا جاتا ہے جو ملاوٹ سے پاک ہو۔ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی تعلیمات کے مطابق جو نیک کام کیا جائے وہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی خاطر کیا جائے۔ اس کا مقصد نمائش، دکھاوا، شہرت یا کوئی اور غرض نہ ہو۔ قرآن مجید میں ہے۔

فَاعْبُدِ اللہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ ﴿۲﴾ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (سورۃ الزمر آیات نمبر ۲-۳)

ترجمہ: "تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو یعنی اس کی عبادت کو شرک سے خالص کر کے۔ دیکھو خالص عبادت اللہ ہی کے لیے زیبا ہے۔"

تقویٰ کا مفہوم

تقویٰ کے لغوی معنی ڈرنا، بچنا اور پرہیز کرنا ہے۔ دینی اصطلاح میں تقویٰ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو انسانوں کو برائیوں سے روکتی ہے اور نیکی کی طرف گامزن کرتی ہے۔ تقویٰ مسلمان کے دل میں ہر لمحے اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کر کے برائی سے باز رکھتا ہے اور نیکی کی طرف گامزن کرتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کعبِ احبار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پوچھا کہ تقویٰ کیا ہے؟

انھوں نے پوچھا کہ آپ کبھی خاردار راستے سے گزرے ہیں۔

حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر پوچھا کہ آپ کیسے گزرے؟

حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا کہ اپنا دامن بچا کر اور اپنے کپڑے سمیٹ کر چلا۔

حضرت کعب احبار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا کہ یہی تقویٰ ہے۔

قرآن مجید کی روشنی میں اخلاص و تقویٰ کی اہمیت

قرآن حکیم میں تقویٰ پر بہت زور دیا گیا ہے گویا عبادت کا بنیادی مقصد انسان میں تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ درج ذیل آیاتِ قرآنی اخلاص و تقویٰ کی اہمیت واضح کرتے ہیں۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۝ (سورۃ البینۃ: آیت نمبر ۵)

ترجمہ: "اور انھیں حکم یہی ہوا تھا کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں۔"

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (سورۃ الحجرات: آیت نمبر ۱۳)

ترجمہ: "بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔"

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (سورۃ الحج: آیت نمبر ۳۷)

ترجمہ: "اللہ تک نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون بلکہ اس تک تمھاری پرہیز گاری پہنچتی ہے۔"

ایک آیت میں تقویٰ کو بہترین لباس قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ترجمہ "اور تقویٰ کا لباس سب سے بہتر ہے۔"

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۱۱﴾ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ (سورۃ الزمر: آیات نمبر ۱۱-۱۲)

ترجمہ: "کہہ دیں، بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اس کی بندگی کروں، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے مَیں خود مسلمان بنوں۔"

قرآن مجید میں بار بار تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسی کو سفرِ آخرت کے لیے بہترین زادِ راہ قرار دیا گیا ہے۔
ترجمہ: "زادِ راہ لے کر جاؤ، بے شک بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔"

اخلاص و تقویٰ احادیث نبوی کی روشنی میں:

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے بھی مسلمانوں کے لیے حصول تقویٰ کو لازمی قرار دیا ہے۔ آپؐ ہر خطبے میں تقویٰ کی اہمیت بیان کی جاتی تھی۔ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنھم) جمع تھے۔ آپؐ نے اس خطبہ میں فرمایا۔

"سن لو کہ کسی عربی کو عجمی پر یا کسی عجمی کو عربی پر، کسی کالے کو گورے پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں۔ فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔" (شعب الایمان ۵۔ ۱۳۲)

اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی پوری زندگی اخلاص اور تقویٰ سے مزین ہے۔ اعلانِ نبوت سے قبل بھی آپؐ کا دامن ہر قسم کی معاشی و معاشرتی برائیوں سے پاک رہا۔ حالانکہ پورا عرب معاشرہ شراب نوشی، جوا بازی، بدکاری، چوری اور دیگر اخلاقی برائیوں کا شکار تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس سے دور رکھا۔ آپؐ اعلانِ نبوت سے پہلے غارِ حرا میں عبادت کے لیے جایا کرتے تھے۔ اعلانِ نبوت کے بعد بھی آپؐ اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزاں رہتے تھے اور امت کو بھی تقویٰ کی تاکید فرماتے۔ آپؐ زندگی کے ہر معاملے میں عدل و مساوات سے کام لیتے تھے۔ ہمیشہ سادہ خوراک کو ترجیح دیتے تھے۔ دنیا کی تمام نعمتیں میسر ہونے کے باوجود آپؐ نے سادگی کو اختیار فرمایا۔ اسلام کی تبلیغ کے دوران کفارِ مکہ نے آپؐ کی شدید مخالفت کی لیکن آپؐ اپنے مشن سے نہ ہٹے بلکہ اور زیادہ خلوص سے اس فریضہ کی انجام دہی میں مصروف ہو گئے۔

ایک دن رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے صحابہ کرامؓ کو قیامت کے دن شفاعت کے بارے میں بتایا کہ قیامت کے دن حشر کے میدان میں سب سے پہلے میں جاؤں گا اور میں اس پر فخر نہیں کرتا۔ اللہ میرے ہاتھ میں لوائے حمد دے گا اور میں فخر نہیں کرتا۔ یہ امتیازات حاصل ہونے کے باوجود بھی آپؐ نے کبھی غرور کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ آپ نے ہمیشہ انکساری، سادگی اور برداشت سے کام لیا۔

اخلاص و تقویٰ اور اُسوۂ نبوی

غزوۂ تبوک کے موقع پر چند نادار و مفلس مسلمان جو، مخلص اور متقی تھے، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے پاس آئے اور جہاد میں شرکت کی استدعا کی لیکن ان کے پاس سواری کا انتظام نہیں تھا۔ اس لیے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے انھیں مجبوراً واپس لوٹا دیا تو ان افراد کو بہت صدمہ ہوا، کہ وہ جہاد میں شرکت نہ کر سکے۔ آپؐ نے ان کے اخلاص کا تذکرہ صحابہ کرامؓ سے یوں

فرمایا "ہم مدینے میں اپنے پیچھے کچھ لوگ چھوڑ آئے ہیں، ہم جس وادی یا گھاٹی سے بھی گزریں گے وہ ہمارے ساتھ ہی ہوں گے وہ لوگ عذر کی وجہ سے پیچھے رہ گئے ہیں۔" اسی غزوہ کے لیے جب آپؐ کو مالی اعانت کی ضرورت پیش آئی تو صحابہ کرامؓ نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال دیا۔ ایک صحابی کے پاس راہِ خدا میں دینے کے لیے کچھ نہ تھا انھوں نے دن بھر مزدوری کی اور اس کے عوض جو کھجوریں ملیں وہ آپؐ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے ان کھجوروں کو مال کے ڈھیر کے اوپر رکھا۔ اس سے پتہ چلا کہ اخلاص و تقویٰ کے ساتھ کیا گیا معمولی کام بھی دکھاوے کے بڑے بڑے کاموں سے افضل و اعلیٰ اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

ایک انسان کا تقویٰ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے مالکِ حقیقی سے ڈرتے ہوئے اس کی نافرمانی سے بچنے کی کوشش کرے اور اس کی اطاعت میں زندگی بسر کرے۔ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اپنی زندگی کا ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے کیا کرتے تھے۔ آپؐ بچوں کے ساتھ بے حد محبت کرتے تھے۔ اگر ہم دنیا و آخرت کی زندگی میں کامیابی کے خواہاں ہیں تو ہمیں چاہیے، کہ ہم پورے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں رکھتے ہوئے اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی پیروی کریں اور ان کے بتائے ہوئے راستے کو اپنا راستہ تسلیم کر لیں۔

اسلام میں اخلاص و تقویٰ کو انتہائی اونچا مقام حاصل ہے۔ واضح رہے کہ یہ دونوں نظری اور فکری امور نہیں بلکہ ان دونوں کو ہر مسلمان اپنے لیے عملی سانچے میں اس طرح ڈھال سکتا ہے کہ وہ راستے سے کانٹے ہٹائے، معذور کو سڑک عبور کرائے، یتیم کی کفالت کرے، بیوہ خاتون کی مدد کرے اور اپاہجوں کی اعانت کرے۔ یہ سب کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے انجام دے۔ ان کاموں کی بجا آوری میں دکھاوا، شہرت کا حصول یا کوئی اور دنیاوی غرض شامل نہ ہو۔

مشق

سوال ۱: ہر بیان کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ آپ مناسب ترین جواب پر (✓) کا نشان لگائیں اور خالی جگہ پُر کریں۔

الف۔ تقویٰ کے لغوی معنی ہیں۔

i- عبادت کرنا　　ii- احترام کرنا

iii- تلاوت کرنا　　iv- پرہیز کرنا

ب۔ خطبہ حجۃ الوداع کے مطابق فضیلت کا معیار ہے۔

i- عربی ہونا	ii- عجمی ہونا
iii- تقویٰ	iv- اخلاص

ج۔ اسلام میں دیگر اہم اوصاف میں ______ کو انتہائی اُونچا مقام حاصل ہے۔

i- سیدھی راہ	ii- نیک کام
iii- سچی بات	iv- اخلاص و تقویٰ

د۔ قرآن مجید ______ کے لیے ہدایت ہے۔

i- غازیوں	ii- روزہ داروں
iii- فرمانبرداروں	iv- متقیوں

ہ۔ قیامت کے دن سب سے پہلے میدان حشر میں کون جائے گا؟

i- حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)	ii- حضرت موسیٰ (علیہ السّلام)
iii- حضرت ابراہیم (علیہ السّلام)	iv- حضرت عیسیٰ (علیہ السّلام)

سوال ۲: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں:

الف۔ اخلاص کسے کہتے ہیں؟

ب۔ تقویٰ سے کیا مراد ہے؟

ج۔ خطبہ حجۃ الوداع کے مطابق تقویٰ کا معیار کیا ہے، مختصراً بیان کریں۔

د۔ تقویٰ کے حوالے سے کوئی حدیث نبوی ﷺ یا اس کا ترجمہ لکھیں۔

سوال ۳: درست جواب پر (✓) اور غلط پر (✗) کا نشان لگائیں۔

الف۔ اخلاص کے معنی "عبادت کرنے" کے ہیں۔

ب۔ آپ ﷺ کی پوری زندگی اخلاص و تقویٰ کی مثالوں سے لبریز ہے۔

ج۔ آپ ﷺ زیادہ تر فیصلے اپنے گھر والوں کے حق میں کرتے تھے۔

د۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔

ہ۔ غزوۂ تبوک کے لیے آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کو مالی اعانت کرنے پر اُبھارا۔

سوال ۴: درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں:

الف۔ قرآن مجید کی روشنی میں اخلاص و تقویٰ کی اہمیت لکھیں۔

ب۔ حدیثِ نبوی کی روشنی میں اخلاص و تقویٰ پر روشنی ڈالیں۔

ج۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اخلاص و تقویٰ کے پیکر تھے۔ تحریر کریں۔

سرگرمی

i. اخلاص و تقویٰ پر ایک مضمون تحریر کریں جس میں روزمرہ زندگی سے کچھ مثالیں شامل ہوں۔

- اساتذہ طلبہ کو اخلاص و تقویٰ کے بارے میں مزید معلومات فراہم کریں۔ جانوروں کی قربانی کے حوالے سے تقویٰ کا مفہوم عملی طور پر

Part 1

(7) حضرت محمدؐ اخلاص و تقویٰ کے پیکر تھے۔ تحریر کریں

(i)

اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پوری زندگی اخلاص اور تقویٰ سے مزین ہے۔ اعلانِ نبوت سے قبل آپؐ کا دامن ہر قسم کی معاشی و معاشرتی برائیوں سے پاک رہا۔ حالانکہ پورا عرب معاشرہ شراب نوشی، بازی، بدکاری، چوری اور دیگر اخلاقی برائیوں کا شکار تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس سے دور رکھا۔ آپؐ اعلانِ نبوت سے غارِ حرا میں عبادت کے لیے جایا کرتے تھے۔ اعلانِ نبوت کے بعد بھی آپؐ اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزاں رہتے تھے اور کو بھی تقویٰ کی تاکید فرماتے۔ آپؐ زندگی کے ہر معاملے میں عدل و مساوات سے کام لیتے تھے۔ ہمیشہ سادہ خوراک کو ترجیح تھے۔ دنیا کی تمام نعمتیں میسر ہونے کے باوجود آپؐ نے سادگی کو اختیار فرمایا۔ اسلام کی تبلیغ کے دوران کفارِ مکہ نے آپؐ شدید مخالفت کی لیکن آپؐ اپنے مشن سے نہ ہٹے بلکہ اور زیادہ خلوص سے اس فریضہ کی انجام دہی میں مصروف ہو گئے۔

غارِ حرا میں آپ ﷺ اپنی نبوت کے اعلان سے قبل کئی کئی دن عام لوگوں کی نظر سے اوجھل ہو کر اخلاص
اور تقویٰ سے اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ اسی طرح آپ ﷺ اپنے گھر میں رات کو
اخلاص و تقویٰ سے اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ رات کو جب عبادت کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ ﷺ کے پاؤں مبارک
پر سوزش آجاتی اور قیام کی حالت میں ہی ہوتے کہ رات ختم ہو جاتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ﷺ کو اتنی عبادت کی کیا ضرورت ہے؟
تو آپ ﷺ نے فرمایا اے صدیق کی بیٹی کیا میں اپنے دل کو اللہ کی یاد سے غافل کر لوں؟ کیا
میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔"

بعد 7

غزوۂ تبوک کے موقع پر چند نادار و مفلس مسلمان جو، مخلص اور متقی تھے، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے پاس آئے اور جہاد میں شرکت کی استدعا کی لیکن ان کے پاس سواری کا انتظام نہیں تھا۔ اس لیے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے انھیں مجبوراً واپس لوٹا دیا تو ان افراد کو بہت صدمہ ہوا، کہ وہ جہاد میں شرکت نہ کر سکے۔ آپؐ نے ان کے اخلاص کا تذکرہ صحابہ کرامؓ سے یوں

فرمایا"ہم مدینے میں اپنے پیچھے کچھ لوگ چھوڑ آئے ہیں، ہم جس وادی یا گھاٹی سے بھی گزریں گے وہ ہمارے ساتھ ہی ہوں گے وہ لوگ عذر کی وجہ سے پیچھے رہ گئے ہیں۔" اسی غزوہ کے لیے جب آپؐ کو مالی اعانت کی ضرورت پیش آئی تو صحابہ کرامؓ نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال دیا۔ ایک صحابی کے پاس راہِ خدا میں دینے کے لیے کچھ نہ تھا انھوں نے دن بھر مزدوری کی اور اس کے عوض جو کھجوریں ملیں وہ آپؐ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے ان کھجوروں کو مال کے ڈھیر کے اوپر رکھا۔ اس سے پتہ چلا کہ اخلاص و تقویٰ کے ساتھ کیا گیا معمولی کام بھی دکھاوے کے بڑے بڑے کاموں سے افضل و اعلیٰ اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔